قرآن حکیم

اور

سابقہ الہامی کتب کی تنسیخ و تحریف



پروفیسر غلام نبی مسلم ایم۔ اے

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

گذارش

پادری برکت اے خاں نے حال ہی میں "صحت و صداقت
سابقہ الہامی کتب مقدسہ" کے عنوان سے ایک رسالہ اسلامی مشن
لاہور کو ارسال کیا ہے۔ حسب سابق اس کی غرض بھی اسلام پر
کیچڑ اچھالنا اور اپنی "الہامی کتب" کی کمزوریوں کو چھپانا ہے۔
پادری موصوف کے یہ اعتراضات ہمارے لئے نئے نہیں اور
ہم اپنے رسالہ جات ۱۔ زندہ جاوید قرآن اور ایک پادری کا ہذیان
۲۔ پادری کو دوبارہ ہذیان "ایک پادری کی تازہ ہرزہ سرائی" وغیرہم
میں ان پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ لیکن موصوف غالباً حق نمک ادا کرنے
اور اپنے آقاؤں کی خوشنودی کے لئے ہمارے اٹھائے ہوئے
نکات کو نظر انداز کر کے اپنے فرسودہ اعتراضات کو دھراتے
چلے جا رہے ہیں۔

آئندہ سطور میں ہم پادری موصوف کے نسخ و تبدیلی سے متعلق خیالات کا جائزہ
لیتے ہیں ہم شکر گزار ہیں۔ وہ ہمیں موقع مہیا کرتے ہیں۔ کہ ہم مختلف
پیرایوں میں ان کے باطل خیالات کی قلعی کھولیں اور اہل علم مسیحیوں
کے سامنے حقائق پیش کر کے انہیں حق و باطل میں امتیاز کا

موقع دیں۔

ہم تمام بانیانِ مذاہب اور ان کی آسمانی کتابوں کا انتہائی احترام کرتے ہیں۔ لیکن ان کے پیروکاروں نے اپنے انبیاءؑ کے بلند کردار کی جس طرح تضحیک و تذلیل کی ہے۔ اور ان کی اعلیٰ تعلیمات کو جس طرح بگاڑا ہے پست کیا ہے۔ ہم اسے کسی قیمت پر قبول و تسلیم نہیں کرتے۔ ہم اپنے مسیحی اور دیگر غیر مسلم ہم وطنوں سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ اندھے اعتقادات کی دلدل سے نکلیں اور قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں ان خرافات کو جراٗت کے ساتھ رد کر دیں جو ان کی مذہبی کتب میں درج کر دی گئی ہیں۔ اور نبیوں اور ان کی الہامی کتابوں کے حقیقی کردار، مقام اور اعلیٰ تعلیمات کو قبول کریں۔ جو قرآن نے محفوظ کر دی ہیں ؎

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن اور سابقہ الہامی تعلیمات کی تنسیخ

پادری برکت اے خان نے بزرگ نبی داؤدؑ، بزرگ نبی ملاکیؑ کے علاوہ بزرگ نبی موسیٰؑ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

"خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدم زاد ہے۔ کہ اپنا ارادہ بدلے"۔ (گنتی ۲۳ : ۱۹)

پادری کا استدلال

ان الفاظ سے پادری نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ

"خدا تعالیٰ کے کلام الٰہی کی آسمانی باتیں لاتبدیل ہیں۔ خدا تعالیٰ کے حضور زمانہ ماضی، حال اور مستقبل سب برابر ہیں۔ چنانچہ لاتبدیل آسمانی الہامی کتاب مقدسہ کی صحت و صداقت کے اثبات تو خداوند کی لاتبدیل کتاب مقدس کے اندر بکثرت موجود ہیں۔ یسوع مسیح نے بھی تمام سابقہ الہامی کتابوں اور نبیوں کے صحیفوں کی صحت و صداقت کی پُرزور تصدیق کردی ہے۔ اور ان کو ردوبدل اور ترمیم و تنسیخ کے تمام انسانی شکوک و شبہات سے پاک قرار دیا ہے۔ فرمایا ہے"۔:-

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔" (متی ۵: ۱۷-۱۹)

تجزیہ: ہم پادری مذکور کے حوالوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ان حوالوں سے جو استدلال کیا ہے۔ ان سے اختلاف کی جرأت کرتے ہیں۔ بلاشک اللہ کی ذات اپنی ذات و صفات میں لاتبدیل ہے۔ لیکن موصوف نے یہ غور نہیں کیا۔ کہ شریعت اور تعلیم انسانوں کے لئے نازل کی جاتی ہے۔ اور چونکہ انسان کی کیفیات زمان و مکان کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے انسان کی فلاح و بہبود کے پیش نظر شریعت اور تعلیمات آسمانی میں تغیر و تبدل ہونا اللہ تعالےٰ کی حکمت اور قدرت کا تقاضا ہے۔ اس کی صفات کے منافی نہیں۔

ایک مثال پہ غور کیجیے۔ ایک ماہر ڈاکٹر کے پاس علم و حکمت کا وافر ذخیرہ ہے۔ لیکن اس کے مریضوں میں بچے۔ جوان، بوڑھے، زن و مرد، طاقتور اور کمزور سبھی قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں۔ پھر ایک

ہی مریض عمر، مرض کی کیفیت اور صحت کے لحاظ سے اس بات کا متقاضی ہوتا ہے۔ کہ ڈاکٹر مختلف امراض، حالات اور افراد کے پیش نظر دوائی میں تبدیلی کرتا ہے۔ دوا کی تبدیلی اور پرہیز کی کمی بیشی ڈاکٹر کا نقص نہیں بلکہ ڈاکٹر کا علم تو تجربے کے ساتھ بہتر ہوگا۔ تبدیلی زیر علاج شخص کے مطابق ہوگی۔ اس تبدیلی کو ڈاکٹر کی کمزوری سمجھنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات غیر مبدل ہے۔ لیکن جن انسانوں پر رحم کھا کر اس نے نبیوں کی معرفت وحی کی اور انہیں احکام شریعت عطا کئے۔ وہ تہذیب و ارتقا کے مختلف مراحل سے گزرے اور ان حالات و ظروف کو سامنے رکھ کر حکیم و علیم اللہ تعالیٰ نے مختلف زمانوں میں احکام میں رد و بدل کیا۔ چنانچہ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ موسیٰؑ پر جو احکام نازل ہوئے۔ وہ ان سے مختلف تھے۔ جن پر ان کے آباؤ اجداد ابراہیمؑ۔ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عمل پیرا تھے۔ اور پھر موسیٰؑ کے بعد آنے والوں نے بھی حسب حال شریعت میں اصلاح و ترمیم کی۔ جس کا کسی قدر ذکر ہم آئندہ سطور میں کریں گے۔ پس برکت اے خاں نے ایک صحیح آیت سے غلط استدلال کیا ہے اور بزرگ نبیوں کی درست ترجمانی نہیں کی۔

ترمیم

حضرت مسیحؑ کی تعلیمات کی روشنی میں متی کے یہ الفاظ (بلکہ پورا کرنے آیا ہوں)، کا مفہوم اس کے سوا کچھ نہیں بنتا کہ حضرت مسیحؑ نے توریت اور نبیوں کی بعض تعلیمات کو مکمل کیا۔

اور اپنے زمانے کے یہودیوں کی حالت کے پیشِ نظر ان میں ترمیم کی جیسا کہ ان کے بعد ہی لکھا ہے۔

۱۔ "تم سن چکے ہو۔ کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا۔ اور جو کوئی اس کو احمق کہے گا۔ وہ جہنم کی سزا کے لائق ہوگا۔" (متی ۵ : ۲۱-۲۲)

۲۔ "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کرنا۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں۔ کہ جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی۔ وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔"

(متی ۵ : ۲۷-۲۸)

۳۔ "پھر تم سن چکے ہو۔ کہ اگلوں سے کہا گیا تھا۔ کہ جھوٹی قسم نہ کھانا۔ بلکہ اپنی قسمیں خداوند کے لئے پوری کرنا۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔" (متی ۵ : ۳۳-۳۴)

۴۔ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے۔ دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔

(متی ۵ : ۳۸-۳۹)

۵۔ تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا۔ کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھ اور اپنے دشمن سے عداوت۔ لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیئے دعا کرو۔ تاکہ تم اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے۔ بیٹے ٹھہرو۔

(متی ۵ : ۴۳ - ۴۵)

۶۔ فریسیوں نے حضرت مسیحؑ سے پوچھا کہ کیا ہر سبب سے اپنی بیوی کو چھوڑ دینا روا ہے؟ اس پر آپؑ نے مخالفت کی۔ تو فریسیوں نے پوچھا۔ کہ پھر موسےؑ نے کیوں حکم دیا کہ طلاق دے کر چھوڑی جائے۔ تو حضرت مسیحؑ نے فرمایا:۔

"موسیٰؑ نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویوں کو چھوڑ دینے کی اجازت دی۔ مگر ابتدا سے ایسا نہ تھا۔ اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔ اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے وہ بھی زنا کرتا ہے

(متی ۱۹ : ۸ - ۱۰)

انصاف پسند حضرات متی کی ان آیات پر غور کریں۔ ان سے عیاں ہے کہ حضرت مسیحؑ نے حالات کے پیش نظر موسٰےؑ کی تعلیمات میں ترمیم و اصلاح کی۔ لیکن ان کی نیت پہلے احکام کو منسوخ کرنا یا بدلنا نہ تھا بلکہ لوگوں کے مناسب حال اصلاح کرنا تھا۔ تاکہ وہ شریعت پر آسانی سے

عمل کر سکیں اور اللہ کے احکام کر سکیں اور اللہ کے احکام توڑنے پر دلیر نہ ہوں۔
نیز خود حضرت مسیحؑ نے وضاحت کی ہے۔ کہ موسیٰؑ سے پہلے طلاق کا حکم کچھ اور تھا
موسیٰؑ نے اسرائیلیوں کے اعمال کے پیش نظر الگ رویہ اختیار کیا اور مسیحؑ نے
اس میں ترمیم کی۔ لیکن ملحوظ رہے کہ ہر دور میں احکام شریعت نبیوں کے خود ساختہ
نہ تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر دور میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی۔ نبیوں کا
اس میں دخل عمل نہ تھا۔ ان حالات کے پیش نظر آں حضرتؐ کے زمانے میں
اللہ تعالیٰ نے جو ترمیم و اصلاح کی اس کی غرض و غایت بھی (ماۡتِ بخیرٍ
اَو مثلھا) ہم پہلے احکام کے فراموش ہو جانے یا بگڑ جانے پر
پہلوں سے بہتر یا انہی کی مانند احکام نازل کرتے ہیں) اور چونکہ یہ تبدیلیاں
ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں۔ اس میں کسی نبی کو دوسرے
پر برتری اور امتیاز کا جواز نہیں۔ یہ نبیوں کے پیروکاروں کی جہالت اور
کم فہمی ہے۔ کہ وہ تعلیمات کو نبیوں کی ذات سے منسوب کرتے ہیں۔ یہ
سب کچھ حکم الٰہی کے زیر اثر ہوتا چلا آیا ہے۔ اور اللہ کے کاموں پر
اعتراض کرنا بدقسمتی ہے۔ نبی تو محض دستِ قدرت میں آلہ کار تھے۔
البتہ انہیں دوسرے لوگوں پر یہ شرف و فوقیت حاصل ہے۔ کہ
اللہ تعالےٰ نے اس مقدس گروہ کو اپنی حکمت و مصلحت سے
عام انسانوں پر فضیلت دی اور اپنی ہم کلامی کے شرف سے نوازا
و ذالِکَ فضل اللہ یوتیہ من یشاء

بعض دیگر قابل توجہ باتیں:۔ جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے فرمایا

ہے۔ "موسیٰ نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تم کو اپنی بیویاں چھوڑ دینے کی اجازت دی مگر ابتداء میں ایسا نہ تھا"۔ ان الفاظ سے واضح ہے کہ موسےؑ سے پہلے شریعت مختلف تھی۔ پھر موسیٰؑ کے دور میں اس میں تبدیلی آئی جو غیر مبتدل خدا کی طرف سے کی گئی۔ اور اس میں اللہ ہی کے حکم سے حضرت مسیحؑ نے ترمیم کی۔ اور انجیل میں تو ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ چنانچہ جب بزرگان یہود نے اعتراض کیا کہ مسیحؑ کے حواری شریعت موسوی کے خلاف ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کیوں کھاتے ہیں تو حضرت مسیحؑ نے شریعت کے خلاف حواریوں کو سچا قرار دیا اور ہر قسم کے حلال و حرام کھانے کی تمیز بھی اٹھا دی جیسا کہ فرمایا:۔

"تم سب میری سمجھو اور سنو۔ کوئی چیز باہر سے آدمی میں داخل ہو کر اسے ناپاک نہیں کر سکتی مگر جو چیزیں آدمی میں سے نکلتی ہیں۔ وہی اس کو ناپاک کرتی ہیں"۔ ۔ ۔ ۔

اس کے شاگردوں نے اس سے تمثیل کے معنی پوچھے۔ اس نے ان سے کہا۔ کیا تم بھی ایسے بے سمجھ ہو۔ کیا تم نہیں سمجھتے کہ کوئی چیز جو باہر سے آدمی کے اندر جاتی ہے۔ اسے ناپاک نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ اس کے دل میں نہیں بلکہ پیٹ میں جاتی ہے۔ اور مزبلہ میں نکل جاتی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے تمام کھانے کی چیزوں کو پاک ٹھہرایا"

(مرقس ۷ : ۱۵ / ۱۸ - ۱۹.)

اس آیت کی رو سے تو اپنے سے پہلے تمام نبیوں کی حرام کردہ خوردنی

اشیاء کے احکام کو منسوخ کر دیا۔ اس مقام پر فریسیوں کو خدا کی احکام کا منکر اور بزرگوں کی روایات کا پرستار کہہ کر ثابت کیا کہ فریسی اور فقیہہ یُحَرِّفُونَ الکلِمَ کے مصداق شریعت میں تحریف کرتے تھے۔ انہی دونوں بزرگوں نے اعتراض کیا کہ دوسرے لوگ تو روزے رکھتے ہیں اور تمہارے شاگرد روزہ نہیں رکھتے۔ تو مسیحؑ نے ان الفاظ میں شریعت کا مذاق اڑایا:۔

"کیا براتی جب تک دلہان کے ساتھ ہے۔ روزہ رکھ سکتے ہیں جس وقت دلہان کے ساتھ ہے وہ روزہ نہیں رکھ سکتے"

(مرقس ۲ : ۱۹)

اس قسم کی تعلیمات کے زیر اثر پولس نے شریعت کو لعنتی قرار دیا ختنہ کا ابراہیمی حکم منسوخ کر دیا۔ بعد ازاں خدائی حکم سبت کا مقام اتوار کو دیا۔ اور رومی اور یونانی دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے گرمی کے کسی دن کی بجائے ۲۵ دسمبر کو مسیحؑ کا یوم ولادت ٹھہرایا۔ اور آج مسیحی دنیا توریت اور نبیوں کے احکام سے منحرف ہو کر ہر قسم کے بد اعمال پر قائم ہو چکی ہے۔ نکاح و طلاق کے احکام بدل چکے ہیں۔ پوپ اور آرک بشپ آف کنٹربری کی اجازت سے زنا اور امرد پرستی وغیرہ شریعت بن چکی ہے۔

یرمیاہ کے وقت نئی شریعت

رب الافواج اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے:۔

کہ اپنے ذبیحوں پر سوختنی قربانیاں بھی بڑھاؤ۔ اور گوشت کھاؤ کیونکہ جس وقت میں تمہارے باپ دادا کو ملک مصر سے لایا ان کو سوختنی قربانی اور ذبیحہ کی بابت کچھ نہیں کہا۔ اور حکم نہیں دیا۔ بلکہ میں نے ان کو یہ حکم دیا کہ میری آواز کے شنوا ہو"

(یرمیاہ ۷ : ۲۱ - ۲۳)

مگر بعد میں اسیموئیل ۱۵ : ۲۲، یسعیاہ ۱ : ۱۱، میکاہ ۶ : ۶ - ۸، اور ہوسیع ۶ : ۶ نے ان قربانیوں کے مقابل رحم کی تلقین کی حتیٰ کہ مسیح نے انہیں قریب قریب ختم کر دیا۔

شریعت میں بعض دیگر تبدیلیاں

بائبل ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے قبل حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد مختلف احکام شریعت کی عامل تھی۔ اس سلسلہ میں موسےؑ سے قبل انبیاء سے منسوب جو واقعات درج ہیں ہم (نعوذ باللہ) ان کو سچا تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ پادری ان کی صحت کے قائل ہیں۔ اس لئے ہم بادل ناخواستہ پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ توریت میں مرقوم ہے :-

"تیرے باپ کی بیوی کی بیٹی جو تیرے باپ سے پیدا ہوئی ہے تیری بہن ہے تو اس کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا۔"

(احبار ۱۸ : ۱۱)

بقول بائبل موسےؑ سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ تارح

کی بیٹی سارہ سے (جو سوتیلی والدہ سے تھی) سے شادی کی (پیدائش ۲۰: ۱۲)
(۲) "تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا۔ کہ دوسری کے جیتے جی اس کے بدن کو بھی بے پردہ کرے!! (احبار ۱۸: ۱۸)
مگر موسیٰؑ سے پہلے حضرت یعقوبؑ نے ایک ہی وقت میں راحیل اور لیاہ دو بہنوں سے شادی کی (پیدائش ۲۹)
(۳) جو شخص سوتیلی ماں سے صحبت کرے۔ اس نے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کیا۔ وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں (احبار ۲۰: ۱۱)
مگر موسےؑ سے پہلے اسرائیل (یعقوبؑ) کے فرزند روبن نے اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی۔ مگر اسے کوئی سزا نہ ملی۔ (پیدائش ۳۵: ۲۲)
(۴)۔ اگر کوئی شخص اپنی بہو سے صحبت کرے تو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں (احبار ۲۰: ۱۲)
موسےؑ سے پہلے یہودا بن یعقوبؑ نے اپنی بہو تمر سے صحبت کی اور اس سے دو بچے پیدا ہوئے۔ گو اس وقت اس جرم کی سزا جلانا تھا۔ مگر کسی کو سزا نہ دی گئی۔ (پیدائش ب ۳۸)
(۵) توریت میں موسیٰؑ کی شریعت کا حکم ہے:۔ "تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے" (احبار ۱۸ - ۱۲)

مگر نزولِ شریعت سے پہلے موسیٰؑ کے والد عمرام نے اپنی پھوپھی یوکبد سے شادی کی (خروج ۶ : ۲۰) جس سے ہارونؑ۔ موسیٰؑ اور ان کی بہن مریم پیدا ہوئے۔

موسےؑ کے بعد

موسےؑ سے قبل غیر مبدل" شریعت کے کچھ شواہد تو پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اب کچھ اس روش پر نظر ڈالیئے جو موسےؑ کے بعد بزرگ داؤدؑ نے شریعت کے غیر مبدل ہونے کے سلسلے میں اختیار کی اور جنہیں آغاز میں ہی جناب برکت اے خاں نے گواہ کے طور پر پیش کیا ہے۔

توریت میں ہے :۔

۱۔ جو شخص دوسرے کی بیوی یعنی اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔ وہ زانی اور زانیہ دونوں ضرور جان سے مار دیئے جائیں (احبار ۲۰ : ۱۰)

مگر موسیٰؑ کے بعد کتاب مقدس کی رُو سے (نعوذ باللہ) بزرگ داؤدؑ نے نہ صرف زنا کیا بلکہ جبر زنا کیا۔ اور سزا تو درکنار ملامت سے بھی محفوظ رہے۔ چنانچہ ۲ سموئیل ۱۱ : ۲ - ۵) کی روایت ہے۔

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اُس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی۔ اور وہ عورت نہایت خوب صورت تھی تب داؤدؑ نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا۔

اور کسی نے کہا۔ کیا وہ الِعام کی بیٹی بت سبع نہیں؟ جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے۔ اور داؤدؑ نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی۔"

کیا ایسے فعل سے داؤدؑ نے موسوی کو تبدیل نہ کیا؟

۲۔ توریت میں مرقوم ہے "تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی اور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہیں، بے پردہ نہ کرنا۔ (احبار ۱۸ : ۹)

۲ سموئیل باب ۱۳ میں درج ہے کہ داؤدؑ کا ایک بیٹا امنون تھا۔ وہ اپنی سوتیلی بہن تمر پر عاشق ہو گیا۔ بیماری کا بہانہ کر کے بستر پر لیٹ گیا۔ اپنی خبر گیری کے لئے تمر کو بلایا۔ اور اس سے جبراً صحبت کی۔ تمر کے بھائی ابی سلوم نے غیرت کی بنا پر بعد میں امنون کو قتل کر دیا مگر داؤدؑ نے جو بادشاہ بھی تھا۔ اور محافظِ شریعت بھی تھا۔ اپنے بیٹے سے باز پرس نہ کی۔ گویا کہ موسیٰؑ کی شریعت تبدیل ہو چکی تھی۔

ان حقائق کی روشنی میں پادری صاحب کا یہ لکھنا کہاں تک درست ہے، کہ "کتابِ مقدس کی صحت و صداقت کے اثبات و شواہد کے باوجود مسلمان بے خوف خداوند کی کتاب مقدس پر ردّ و بدل اور تحریف و تنسیخ کے الزامات سے باز نہیں آتے۔" اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اب تک جو کچھ بھی لکھا ہے۔ وہ سب غیر مبدّل کتاب مقدس پر مبنی ہے۔ اس لئے تحریف و تنسیخ کی تمام ذمہ داری اس کے مقدس

مصنفین یا محرفین پر ہے۔ اور اگر پادری صاحب کے بیان کے مطابق قرآن نے اسرائیلی نبیوں اور تعلیمات میں تنسیخ و تحریف کا ذکر کیا ہے تو وہ کتاب مقدس میں اس کی نشاندہی تک محدود ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ اور کوئی بھی عقل مند اس شخص کو برا نہیں کہے گا جو اسے اس کے گھر میں چوری کی اطلاع دے

قرآن حکیم میں نسخ کا ذکر

قرآن حکیم میں نسخ کا ایک ہی مقام پر ذکر ہے۔ اس لئے ہم نسخ کے قرآنی مفہوم پر روشنی ڈالنے کے لئے متعلقہ آیات کا ترجمہ ہدیہ قارئین کرتے ہیں:۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو 'راعنا' نہ کہو اور 'انظرنا' کہو اور دل لگا کر سنو اور منکروں کے لئے دردناک عذاب ہے اور اہل کتاب یہود میں سے جو کافر ہیں پسند نہیں کرتے اور نہ ہی مشرک، کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی اُتاری جائے۔ اور اللہ اپنی رحمت سے جسے چاہتا ہے۔ خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ جو بات ہم منسوخ کرتے ہیں یا اسے فراموش کرا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ

ہر چیز پر قادر ہے:" (البقرہ ۱۰۶-۱۰۷)

ان آیات کے سیاق وسباق میں یہودیوں کا ذکر ہے۔ اور مسلمانوں کو ان کی چالوں سے آگاہ کیا گیا ہے۔ کہ ان کی دجالیت سے محتاط رہنا۔ ان میں سے جو یہ قسمت آں حضرتؐ اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم کے منکر اور اس کو بگاڑنے میں مصروف ہیں۔ ان کی یہ روش نئی نہیں انہوں نے اپنے محسن حضرت موسیٰؑ کی قدم قدم پر مخالفت کی۔ ان کے حکم کے خلاف گوسالہ پرستی اختیار کی۔ جہاد میں ساتھ دینے سے انکار کیا۔ ان کی تعلیمات کی مخالفت کی۔ ان سے گھٹیا مطالبے کیے۔ ان کے بعد اسرائیلی نبیوں کو قتل کرتے رہے۔ (تقتلون انبیاء ۵۵) حتیٰ کہ انہوں نے اناجیل کے مطابق آخر میں اپنے رحیم وکریم اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر لٹکایا اور اس مقصد کے لئے اس قدر فریب کارانہ سازش کی کہ دنیا کی تاریخ اس کی مثال پیش نہیں کرتی۔ چنانچہ سورۂ بقرہ ہی میں قرآن حکیم کے الفاظ ہیں:۔

"اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور اس کے بعد ہم نے پے بہ پے رسول بھیجے۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسےٰؑ کو کھلے دلائل دیئے اور روح القدس کے ساتھ اس کی تائید کی۔ پس کیا جب کبھی کوئی رسول تمہارے پاس وہ چیز لایا۔ جسے تمہارا دل نہیں چاہتا تھا تو تم نے تکبر ہی کیا۔ پس (اللہ کے نبیوں کے) ایک گروہ کو تم نے

جھوٹا ٹھہرایا۔ اور ایک گروہ کو قتل کیا۔" (البقرہ : ۸۷)

آں حضرتؐ کے خلاف چالاکیاں

تمام عہد نامہ عتیق و جدید ان معاندانہ سازشوں سے بھرا پڑا ہے۔ جو ان یہودیوں نے اپنے اسرائیلی نبیوں کے خلاف کیں۔ حتیٰ کہ فریسیوں، صدوقیوں اور فقیہوں نے مسیحؑ کو صلیب پر لٹکانے کے لئے ہر گونہ جھوٹ، فریب، بے ایمانی اور کمینگی کا اظہار کیا۔ اور جب آنحضرتؐ نے نبوّت کا دعویٰ کیا۔ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کی صداقت اور پاک دامنی کا اعلان کیا۔ تو یہودی جو مسیحی رومی حکمرانوں کے خوف سے عرب میں پناہ گیر تھے۔ آپؐ کے دشمن ہو گئے۔ حالانکہ آں حضرتؐ نے اسرائیلی نبیوں اور ان کی الہامی تعلیمات کی تصدیق فرمائی۔ ان احسانات کے باوجود انہوں نے آں حضرتؐ کی اس لئے بھی مخالفت کی کہ آپ عربی الاصل تھے۔ پس پہلے نبیوں کی طرح ان یہودیوں نے آں حضرتؐ کے خلاف بد کلامی کے تیر چلائے۔ اور دوسری باتوں کے علاوہ جب آپ کی مجلس میں آتے تو خطاب کرتے وقت زبان کو مروڑ کر راعِنا (ہماری طرف توجہ کیجئے) کی بجائے راعِینا (ہمارے گڈریے) کہتے۔ اور سمجھتے کہ ہم نے ٹھٹھا کیا۔ اور آنحضرتؐ کو معلوم نہیں ہو سکا۔ مگر اللہ کے بندے فتنے کو ہوا نہیں دیتے۔

اس لئے اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم آں حضرتؐ کو مخاطب کرتے وقت راعنا کی بجائے انظرنا (ہماری طرف توجہ کیجئے) کہا کرو۔ اور یہود کی بدروش سے بچتے رہو۔ اس ضمن میں فرمایا کہ ہم جو الفاظ، باتیں یا تعلیمات تبدیل کرتے ہیں۔ اس کی غرض اصلاح و تہذیب ہوتی ہے۔ ذو معنی باتوں سے تہذیب و شائستگی پہ حرف آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت رہی ہے۔ کہ وہ لوگوں کی اصلاح کے لئے عمدہ اسلوب اور پیرایہ اختیار کرتا ہے۔ یہی اسلوب پہلے نبیوں، کتابوں اور تعلیمات میں رہا ہے۔ اور یہی مسلمانوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔

اس آیہ شریفہ میں اللہ کریم کی ایک ابدی سنت کا اظہار ہے جو دشمنانِ حق کے برخلاف پہلے بھی جاری تھی۔ اور نزولِ قرآن کے ذریعے اہل اسلام کو بھی بتا دی گئی۔ تاکہ وہ مردود یہودیوں کی باطلہ، حق دشمنی روش سے بچے رہیں

افسوسناک ضد

پادری صاحب بار بار ضد کرتے ہیں۔ کہ مسلمان موجودہ صورت میں توریت، انجیل۔ زبور وغیرہ کو الہامی کتابیں تسلیم کرلیں۔ لیکن مسلمان یہ تو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اسرائیلی نبی (یعقوبؑ) سے عیسیٰؑ تک تمام اسرائیلی نبی اور ان کی تعلیمات (اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں۔ ہم اصولی طور پر موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور داؤد علیہم السلام پر نازل شدہ کتابوں کو برحق مانتے ہیں۔ مگر موجودہ کتابیں تو در اصل بنی اسرائیل اور ان کے نبیوں کی تاریخ ہے۔ جس میں اس تعلیم کا بھی ضمناً ذکر ہے۔ جو ان نبیوں پہ نازل ہوئیں۔ مگر ان کتابوں میں اللہ تعالیٰ

کے ان بزرگ و برگزیدہ نبیوں کے کردار کو ایسے گھناؤنے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ کہ کوئی شریف انسان اپنی بہو بیٹیوں کے سامنے ان کو پڑھ کر سنا نہیں سکتا اور نہ ہی ان پر فخر کر سکتا ہے۔ ہم بادلِ ناخواستہ چند ایک مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

نقل از بائبل مقدّس

بزرگ نبی لوطؑ اور اُن کی بیٹیاں

"اور لُوطؑ صُغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں۔ کیونکہ اسے صُغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔ تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے۔ آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تا کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی۔ اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ کل رات میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں۔ اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش

ہو۔ تاکہ ہم اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں ۔ سو اس رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی ۔ اور اس سے ہم آغوش ہوئی ۔ پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اُٹھ گئی ۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں ۔"

(پیدائش ۱۹ : ۳۰ - ۳۶)

بزرگ نبی داؤدؑ کا ننگا ہو کر ناچنا

"تب داؤدؑ لوٹا تاکہ اپنے گھرانے کو برکت دے اور ساؤل کی بیٹی (داؤدؑ کی بیوی) داؤدؑ کے استقبال کو نکلی اور کہنے لگی کہ اسرائیل کا بادشاہ آج (ننگا ہو کر ناچتے ہوئے) کیسا شاندار معلوم ہوتا تھا ۔ جس نے آج کے دن اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے کو برہنہ کیا ۔ جیسے کوئی بانکا بیحیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے ۔"

(۲ سموئیل ۶ : ۲۰)

بزرگ نبی سلیمانؑ کی شہوت پرستی اور شرک

اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی موآبی ، عمونی ، ادومی ، صیدانی اور حتی عورتوں سے محبت کرنے لگا ۔ یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا ۔ کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں ۔ کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی ۔ سلیمانؑ ان ہی کے عشق

کا دم بھرنے لگا۔ اور اس کے پاس سات سو شہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیونکہ جب سلیمان بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا۔ اور اس کا دل خداوند اپنے خدا سے کامل نہ رہا۔"

(۱۔ سلاطین ۱۱: ۱-۴)

۴۔ حضرت مسیحؑ اور فاحشہ عورت

"پھر یسوعؑ فسح سے چھ روز پہلے بیت عنیاہ میں آیا۔ وہاں انہوں نے اس کے واسطے شام کا کھانا تیار کیا۔ اور مرتھا خدمت کرتی تھی۔ پھر مریم نے جٹاماسی کا آدھ سیر خالص اور بیش قیمت عطر لے کر یسوعؑ کے پاؤں پر ڈالا اور اپنے بالوں سے اس کے پاؤں پونچھے اور گھر عطر کی خوشبو سے مہک گیا۔" (یوحنا ۱۲: ۱-۳)

اللہ کے نبی بلند اخلاق کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہیں اور ایسی زندگی بسر کرتے ہیں۔ جس کے زیر اثر عوام الناس پاکیزگی و طہارت اختیار کریں۔ اور نفسانی خواہشات اور شہوانی جذبات کی بے راہ روی سے بچیں۔ لیکن بائبل کی مذکورہ روایات اور اس قبیل کے دیگر واقعات نبی تو درکنار عام شریف انسان کے شایان شان بھی نہیں۔ اس لئے مسلمان ایسی گری ہوئی روایات کو کیسے اللہ کا کلام تسلیم کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ یہ روایات نبیوں اور کلام اللہ کے دشمنوں نے اپنی بدکاریوں پر پردہ

ڈالنے کے لئے وقتاً فوقتاً توریت و انجیل میں شامل کیں۔ البتہ ان کتب میں توحید، اعلیٰ اخلاق، انسانی بھلائی اور نیکی پر مبنی روایات کلامِ الٰہی کا حصہ ہیں اور ان پر ہمارا ایمان ہے پس مسلمان اس تعلیم کے منکر نہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ، مسیحؑ، داؤدؑ اور دیگر انبیاء پر نازل کی۔ مگر جن روایات میں نبیوں کو زانی، فریب کار۔ ظالم۔ بدکار۔ بدزبان۔ گستاخ۔ بت پرست بتایا گیا ہے۔ اور جس کی بشارت دیتے ہوئے پادری تھکتے نہیں۔ انہیں نبیوں اور توریت و انجیل کی شان میں گستاخی سمجھ کر رد کرتے ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

سمجھ نہیں آتی کہ پادری صاحب کے نزدیک نبیوں کی عظمت اور کلامِ الٰہی کی صداقت کا معیار کیا ہے؟ یوں معلوم ہوتا ہے کہ پادری کتاب مقدس کا مطالعہ کرتے ہی نہیں اور نہ ہی قرآنی تعلیمات پر ان کی نظر ہے ورنہ ہماری مذکورہ بالا تصریحات کی موجودگی میں وہ حقیقت کو پا لیتے۔ اور اگر کوئی دوسری مصلحتیں حقیقت شناسی میں مانع ہیں۔ تو ہم ان کے حق میں دعا گو ہیں۔

کتابِ مقدس کی صحت پر دوسری نظر

ہم نے عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے واضح کیا ہے۔ کہ ان میں غیر مبدّل خدا نے گاہے گاہے تبدیلی کی۔ احکام میں ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی (عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید کے الفاظ ہی اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

اور پھر بزرگ نبیوں کی کردارکشی سے عیاں ہے۔ کہ یہ کلی طور پر خدا کا کلام نہیں۔ بلکہ یار لوگوں نے بار بار ان کی سیرت اور تعلیمات کو بگاڑا۔ اگرچہ قرآن کی رو سے تحریف و تنسیخ کے اعتراض کی توضیح بھی ہو چکی ہے تاہم انہوں نے موضوع سے ہٹ کر جو باتیں کہی ہیں۔ ان کی تصریح بھی درج ذیل ہے :۔

کتاب مقدس میں نسیان و نسخ ایک ایسا امر ہے۔ جس کے متعلق تمام مسیحی مفسر اور علمار یک زبان ہیں۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ شاہ بابل بنوکدنصر (بخت نصر) کے عہد میں یروشلم اجڑا۔ یہودی جلاوطن ہوئے ان کی تمام کتب برباد ہوئیں۔ ایک صدی کے بعد ایرانی سلطان سائرس (خورس) نے یہودیوں کو دوبارہ یروشلم کو آباد کرنے کی اجازت دی۔

اس طرح موسیٰؑ سے ایک ہزار سال بعد عزرا نبی نے اپنے اور باقی ماندہ اسرائیلی علمار کے حافظے سے کام لے کر عہد نامہ عتیق کو ازسرِ نو لکھا۔ اول تو جو باتیں سن سنا کر موسیٰؑ کے ہزار سال اور بربادی کے ایک سو سال بعد لکھی جائیں۔ ان میں لفظی اور معنوی صحت کی کون ضمانت دے سکتا ہے۔ پھر پہلی پانچ کتابوں کا انداز بتاتا ہے۔ کہ کسی شخص نے بہت بعد انہیں لکھا۔ اگر موسےؑ نے انہیں لکھا ہوتا تو انداز یہ ہوتا کہ میں (موسیٰؑ) نے یہ کیا۔ میں فرعون کے ڈر سے بھاگ کر مدین چلا گیا۔ وغیرہ۔ مگر چونکہ لکھنے والا کوئی دوسرا شخص تھا۔ اس لئے اس نے موسےؑ کا ذکر واحد غائب صیغے میں کیا۔ جیسا کہ خروج میں ہے "اتنے میں جب موسیٰؑ بڑا ہوا

تو اپنے بھائیوں کے پاس گیا"۔ "موسیٰ یہ سوچ کر ڈرا" "موسیٰ فرعون کے حضور سے بھاگ کر مدیان میں جا بسا"۔ "موسےٰ (شعیب کے) ساتھ رہنے پر راضی ہو گیا"۔ "موسیٰ اپنے خسر کی بھیڑیں چرایا کرتا تھا"۔ "خروج میں ہے: "موسیٰ لوگوں کو خیمہ گاہ سے باہر لایا کہ خدا سے ملائے"۔ "اور جب قرنا کی آواز زیادہ بلند ہو گئی تو موسےٰ بولنے لگا اور خدا نے آواز کے ذریعے اسے جواب دیا"۔ احبار میں ہے "جو احکام خداوند نے کوہ سینا پر بنی اسرائیل کے لئے موسیٰ کو دیئے یہی ہیں۔ گنتی کے متعلق درج ہے کہ یہ دوسری کتابوں یعنی جنگ ناموں اور مثل کہنے والوں کی کہاوتوں کی مدد سے لکھی گئی (گنتی ۲۱ : ۱۴-۱۸ ، ۲۷-۳۰)

کتاب استثنا نے تو بھانڈا ہی پھوڑ دیا ہے۔ یہ کتاب موسیٰ سے منسوب ہے۔ مگر اس میں موسیٰ کی موت کی اطلاع ان الفاظ میں درج ہے۔ "پس خداوند کے بندہ موسیٰ نے خداوند کے کہنے کے موافق وہیں مواب کے ملک میں وفات پائی اور اس نے اسے مواب کی ایک وادی میں بیت فغور کے مقابل دفن کیا۔ پر آج تک کسی آدمی کو اس کی قبر معلوم نہیں۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ کی مانند جس سے خداوند نے روبرو باتیں کیں۔ نہیں اٹھا۔ اور اس کو خداوند نے ملک مصر میں فرعون اور اس کے سب خادموں اور اس کے سارے ملک کے سامنے سب نشانوں اور عجیب کاموں کے دکھانے کو بھیجا تھا" (استثنا ۔ ۳۴ : ۵-۹)

یہ کتاب بتاتی ہے کہ اسے موسیٰؑ نے نہیں لکھا تھا۔ بلکہ یہ موسیٰؑ کے بعد کسی ایسے وقت لکھی گئی تھی۔ جب کہ موسیٰؑ ایسے عظیم نبی کی قبر کا مقام بھی لوگوں کے ذہن سے محو ہو چکا تھا۔ پس جو کتابیں موسیٰؑ سے منسوب ہیں وہ موسیٰؑ کی نہیں۔ مدتوں بعد کسی دوسرے شخص کسی دوسرے شخص کی تحریر کردہ ہیں۔ یہ نبی موسیٰؑ سے ہزار سال بعد ہوئے اور انہوں نے سن سنا کر الٹی سیدھی۔ اچھی۔ بری سبھی قسم کی تعلیمات اور روایات جمع کر دیں

انجیل کی عدمِ صحت

پادری برکت اے خاں کے خیالات پر نظر ڈالنے سے پہلے ہم پادری میچن ایم۔ اے مفسر لوقا (اردو) کی رائے پیش کرتے ہیں:۔

وہ لکھتے ہیں "افسوس تو یہ ہے کہ قدیم زمانہ کی کسی بھی کتاب کی اصل جو مصنف نے بقلم خود لکھی تھی۔ کہیں بھی موجود نہیں۔ اکثر پرانی کتابوں کے سب سے پرانے نسخے ان کی تاریخ تصنیف سے بہت بعد لکھے گئے۔ مثلاً صافوفیس کے ڈراموں کا سب سے پرانا نسخہ مصنف کی موت سے چودہ سو برس بعد نقل کیا گیا۔ بعینہ افلاطون کی کتابوں کا سب سے پرانا نسخہ تیرہ سو بعد لکھا گیا تھا... عہدِ جدید کے سب سے پرانے نسخے چوتھی صدی عیسوی کے پہلے نصف حصہ میں لکھے گئے تھے۔ (ص۳۳) سب سے قدیم نسخے نسخہ ڈیٹی گن

اور سینا۔ یہ دونوں چوتھی صدی عیسوی میں نقل کئے گئے تھے۔

۲۔ نسخہ سکندریہ۔ یہ پانچویں صدی کا ہے۔

۳۔ نسخہ سی۔ یہ نسخہ بھی پانچویں صدی کا ہے۔

۴۔ نسخہ ڈی۔ اس نسخہ کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا ہے۔ اس نسخہ میں کچھ عجیب تبدیلیاں پائی جاتی ہیں۔ خصوصاً اعمال اور لوقا میں۔۔ (صہ ۵-۲۴) ۔ مرقس کی انجیل کے بارے میں لکھتے ہیں۔ بے شک مرقس کی انجیل جیسی مرقس نے خود لکھی نامکمل ہے۔ اس کی آخری بارہ آیات جیسا کہ مشہور ہے۔ دوسرے شخص کی تحریر کردہ ہیں۔ یہ شخص غالباً ارستین تھا۔ مرقس کی انجیل کا آخری حصہ کسی وجہ سے گم ہو گیا تھا۔ پہلی صدی عیسوی کے دوسرے حصے میں سیاست کے سبب سے مسیحیوں کی کتابیں اور دیگر مال و اسباب اکثر اوقات برباد ہوتے رہتے تھے۔ تو بھی مرقس نے قیامت یا کم از کم خالی قبر کا بیان لکھا تھا" (صہ ۳۲۶) پیک کی تفسیر میں بھی ان آیات کو الحاقی لکھا ہے (صہ ۶۹۹)

۲ ۲ ۲

اب آپ پادری صاحب کا انجیل کے متعلق دعوے پڑھئے۔ لکھتے ہیں :۔ "مسیح خداوند آسمانی ہستی نے اپنے برگزیدہ شاگردوں کو رسول کا لقب دیا۔ اور صعودِ آسمانی کے دس دن بعد اس کے وعدے کے مطابق اوصافِ رسالت کے پاکیزہ کمالات کے لئے ان پر روح القدس نازل ہوا۔ اور ان رسولوں نے روح القدس کی تحریک سے روئے زمین

کی تمام اقوامِ عالم میں انجیل مقدس کی خوش خبری کی منادی شروع کر دی اور بعد ازآں رسالت کے مقدس اختیار سے انہوں نے انجیل مقدس کو ایک کتابی شکل میں قلم بند کیا۔ چنانچہ زندہ آسمانی خدا وند یسوع مسیح کے حکم سے اس کے رسولوں پر انجیل مقدس نازل ہوئی تھی"

پادری صاحب کی تحریر کا کمال یہ ہے کہ ان کے دعوے کے اندر ہی ان کی تردید موجود ہوتی ہے۔ یہاں اول تو انہوں نے شاگردوں کو برگزیدہ قرار دیا ہے۔ یہ مقام تو انہیں قرآن حکیم نے دیا ہے ورنہ اناجیل میں تو انہیں پست بتایا گیا ہے۔ معاشرے میں ان کا اچھا مقام نہ تھا۔ وہ ماہی گیر محصول لینے والے پسماندہ لوگوں میں سے تھے۔ ان سب کو مسیحؑ کے مقام اور تعلیم کو سمجھنے کی استعداد نہ تھی۔ وہ اکثر مسیحؑ کی تمثیلوں کو نہیں سمجھ پاتے تھے۔ مسیحؑ نے انہیں بیماروں کو اچھا کرنے کی قدرت بخشی۔ مگر وہ ناکام رہے۔ مسیحؑ اکثر انہیں ڈانٹتے رہتے۔ انہیں تو دعوتیں کھانے سے دلچسپی تھی۔ مسیحؑ نے انہیں آسمان پر بارہ تخت دینے کا وعدہ کیا۔ مگر ان میں سے ایک نے گرفتار کرا دیا۔ وہ مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور سب سے بڑے پطرس نے تین بار لعنت کر کے مسیحؑ کو جاننے سے انکار کر دیا۔ اور جب مسیحؑ صلیب کے تین دن بعد وعدے کے مطابق جی کر ان کے پاس گئے تو انہوں نے بدروح سمجھ کر ماننے سے انکار کر دیا۔

آخر کون سی بات تھی۔ جس کی رو سے مسیحؑ نے انہیں رسول کا لقب دیا۔؟

اس بات کے پیش نظر ان پر روح القدس کا نزول اور رسالت کا اختیار ملنا محل نظر ہے۔ پھر چونکہ ان میں اتنی بڑی ذمہ داری برداشت کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے انجیل کی منادی کرنے کی بجائے باہم فساد شروع کر دیا۔ مسیحؑ کے صریح احکام کے برعکس شریعت کا نیا پاتچہ کیا۔ خدا کا عہد ختنہ توڑ دیا۔ سبت کی بے حرمتی کی۔ شریعت کو لعنتی ٹھہرایا۔ یہ مسیحؑ کے ابتدائی اصلی شاگرد نہ تھے۔ بلکہ بعد کے لوگ تھے۔ جنہوں نے شاگردوں کے شور و غوغا کے باوجود پولس کی رہنمائی میں مسیحیت کا حلیہ بگاڑ دیا۔

پادری بی اے خاں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ ابتدا ہی میں چار انجیلیں تھیں۔ اور یہ بڑا فریب اور جھوٹ ہے۔ چونکہ حضرت مسیحؑ نے کوئی انجیل مرتب نہیں کی تھی۔ بلکہ زبانی تعلیم دی تھی۔ اس لئے ان کے بعد مختلف لوگوں نے ان کے کاموں اور کلام کو لکھ دیا تھا۔ جن کی تعداد سو سے بھی زیادہ تھی۔ اور اس انتشار کو دیکھ کر چوتھی صدی عیسوی میں موجودہ چار انجیلوں کو اختیار کر کے باقی انجیلوں کو ضائع کر دیا گیا۔ اور یہی چار اناجیل ہیں۔ جن میں بار بار لفظی اور معنوی تبدیلیاں ہوئیں۔ اور آج بھی ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن کی صورت میں بہت سی آیات کے معنی بدلے گئے ہیں۔ اور کئی ایک آیات کو خارج کر دیا گیا ہے۔

یہ غلط ہے کہ ان رسولوں پر انجیل نازل ہوئی۔ اور انہوں نے اسے کتابی شکل میں قلم بند کیا۔ اتنا بڑا جھوٹ شاید ہی کسی نے بولا ہوگا پادری صاحب یہ ثابت کریں کہ چاروں اناجیل کے مصنف (متی مرقس۔ لوکا۔ یوحنا) مسیحؑ کے ابتدائی بارہ شاگردوں میں سے تھے۔ حق یہ ہے۔ کہ مسیحؑ کے بارہ شاگردوں میں سے کسی کا نام لوقا یا مرقس نہ تھا۔ متی کا مصنف متی محصول لینے والا نہ تھا۔ بلکہ کوئی بعد کا شخص تھا۔ جس کے متعلق متی کی وضاحت ہے

"یسوعؑ نے وہاں سے آگے بڑھ کر متی نام ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اس سے کہا کہ میرے پیچھے ہولے اور وہ اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا۔" (متی - ۹ : ۹)

اس سے ظاہر ہے کہ متی کا مصنف مسیحؑ کا شاگرد متی محصول لینے والا نہ تھا۔ رہا یوحنا تو شاگرد یوحنا کا نام مسیحؑ نے بوانرگس رکھا تھا۔ یہ مجہول الحال شخص تھا۔ (مرقس ۳ : ۱۷)

اتنا معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی انجیل ولادتِ مسیحؑ سے ایک سو سال سے زیادہ عرصہ بعد لکھی گئی۔ اور یہ بات بعید القیاس ہے۔ کہ یہ کتاب یوحنا ماہی گیر شاگرد نے اپنی عمر کے ۱۲۵ ویں سال کے لگ بھگ لکھی۔ جب کہ تاریخ اور انجیل اس پر شاہد نہیں۔ ویسے بھی آخری سطور سے ظاہر ہے کہ خود یوحنا اس کا مصنف نہ تھا۔ بلکہ کوئی دوسرا غیر معروف گمنام شخص تھا۔ جس کے متعلق یوحنا لکھتا ہے "یہ وہی

(گمنام) شاگرد ہے۔ جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور جن کو اس نے لکھا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے۔"

معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہ انجیل پہلی تین انجیلوں کی طرز سے ہٹ کر مسیحؑ کی الوہیت ثابت کرنے کے لئے لکھی گئی۔ اس لئے اس کے مصنف کو گمنام رہنے دیا گیا۔

نزولِ کتاب پھر یہ کہنا قطعی درست نہیں کہ شاگردوں پر یہ کتاب نازل کی گئی تھی۔ یہ اناجیل تو حضرت مسیحؑ کی زندگی کے واقعات اور تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ جو لوگوں نے مسیحؑ سے سنیں۔ مشاہدہ کیں اور حتی المقدور یاد رکھیں۔ اور انجیل کے مصنفین نے انہیں بڑے بوڑھوں سے سن سنا کر جمع کیا۔ جیسا کہ لوقا نے آغاز ہی میں لکھا ہے

اور سن سنا کر جمع کرنے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ تمام انجیل نویسوں نے اپنی ذہانت۔ کوشش اور ضرورت کے پیشِ نظر معلومات درج کیں۔ ان میں باہمی فرق۔ اختلاف بلکہ تضاد پایا جاتا ہے۔ پھر مرقس نے سب سے پہلے انجیل لکھی۔ اور جب اس کے بعد متی اور یوحنا نے واقعات جمع کئے تو انہوں نے روح القدس کی بجائے مرقس اور متی کا سہارا لیا۔ اگر یہ انجیل روح القدس نے لکھوائی ہوتی۔ تو یہ ایک ہی ہوتی۔ چار الگ الگ مختلف مواد پر مشتمل نہ ہوتیں۔ یہ عجیب روح القدس تھا کہ کسی رسول پہ

ایک انجیل اتاری اور باقی تین پر الگ الگ۔ کیا روح القدس کا حافظہ کمزور تھا۔ کہ خداوند سے سن کر ہر ایک رسول کو الگ الگ تعلیمات دیں یا خداوند کا ذہن ناکارہ ہوگیا تھا۔ کہ جب روح القدس کو ایک رسول کے بعد دوسرے رسول کی طرف تعلیم دے کر بھیجتا تھا تو یہ بھول جاتا تھا۔ کہ پہلے رسول کی طرف کیا تعلیم بھیجی ہے؟ اور ان تعلیمات، الفاظ وغیرہ میں اس قدر عظیم تضاد اور فرق ہے۔ کہ قرآن حکیم کی یہ آیت چشم بصیرت کے سامنے آجاتی ہے۔ کہ لَو کَانَ مِن عِندِ غَیرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوا فِیہِ اختِلَافًا کَثِیرًا (النساء) کہ اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کا نازل یا مرتب کردہ ہوتا۔ تو لوگ اس کی تعلیمات میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔

اور خداوند یسوع مسیح سے یہ بات غیر متوقع نہ تھی۔ کہ انہوں نے اپنے رسولوں پر انجیل نازل کرتے وقت دھوکا کھایا ہو۔ کیونکہ جس خداوند کو بھوک لگے اسے معلوم نہ ہو کہ اس موسم میں انجیر کے درخت کو پھل نہیں لگتا اور درخت کی طرف انجیر کھانے جائے اور پھر پھل نہ پاکر اپنی لاعلمی کے اظہار کے لئے درخت کو بد دعا دے کر ہمیشہ کے لئے خشک کر دے ایسا خداوند اگر مختلف رسولوں پر مختلف انجیلیں نازل کر دے تو چنداں حیرت کی بات نہیں۔

مسیح خود رسول تھے

مگر ہم مسیح کو اللہ کا برحق رسول یقین کرتے ہیں۔ اور اس دعوے کو باطل قرار دیتے ہیں۔ کہ مسیح خود خدا اور مجسم کلام تھے۔ جنہوں نے اپنے شاگردوں

کو رسول بنا کر۔ ان کی طرف انجیلیں اتاریں۔

کتاب مقدس کی مسیحؑ کے حق میں پیش گوئیاں اور تعلیمات گواہ ہیں۔ کہ مسیحؑ ابن داؤدؑ تھے۔ چنانچہ مسیحؑ کے نسب نامے میں بھی انہیں مسیحؑ بن یوسف ابن داؤدؑ . . . . . . ابن ابراہامؑ لکھا ہے۔ اناجیل میں حضرت مریمؑ، ان کے رشتہ داروں، اہل قوم نے انہیں ابن یوسف کہا ہے۔

مسیحؑ نے خود اپنے آپ کو ابن یوسف تسلیم کیا ہے۔ اور ابن یوسف کہلانے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ یوسف نجار نے کبھی نہیں کہا۔ کہ مسیحؑ میرا بیٹا نہیں پہلی کتابوں اور خاص کر انجیلوں نے مسیحؑ کو اکثر نبی کہہ کر مخاطب کیا اور نبی سے مراد کبھی خدا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ انسان ہوتا ہے۔ جس کی طرف خدا لوگوں کی ہدایت کے لئے تعلیمات نازل کرتا ہے۔ چنانچہ مسیحی پادری استثناہ میں مثیل موسیٰؑ کی پیشگوئی کا مصداق مسیحؑ کو قرار دیتے ہیں۔ جس میں لکھا ہے کہ :-

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔" (استثنا ۱۸:۱۵)

یہاں صاف لکھا ہے کہ مسیحؑ مثیل موسیٰؑ ہوگا۔ (موسیٰؑ کا خدا نہیں ہوگا) موسیٰؑ کا بھائی ہوگا۔ وہ نبی ہوگا۔ خدا نہیں ہوگا۔

سینٹ پال کی نرالی منطق

پولس نے بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ "پولس کی طرف سے جو

یسوع مسیح کا بندہ ہے۔ اور رسول ہونے کے لئے بلایا گیا ہے۔ اور خدا کی اس خوشخبری کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ جس کا اس نے پیشتر سے اپنے نبیوں کی معرفت کتاب مقدس میں اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا۔ جو جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا لیکن پاکیزگی کی روح کے اعتبار سے مردوں میں سے جی اٹھنے کے سبب سے قدرت کے ساتھ خدا ٹھہرا (رومیوں ۱: ۱-۴)

خدا ایک ہے۔ خدا اور انسان کے بیچ میں درمیانی بھی ایک یعنی مسیح یسوع جو انسان ہے (۱- تیمتھیس ۲: ۵)

مسیح اور خدا دو الگ اور مختلف ہستیاں

"اور جب وہ باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا۔ تو ایک شخص دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا۔ اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھنے لگا۔ کہ اے نیک استاد! میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟ یسوع نے اس سے کہا۔ کہ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔" (مرقس ۱۰: ۱۷-۱۸)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہو لیں۔ یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے لیکن میری بات ہرگز نہ ٹلے گی۔ لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے۔ نہ بیٹا مگر صرف باپ" (متی ۲۴: ۳۴-۳۶)

شیطان کا مسیحؑ کو آزمانا

متی کی انجیل کی روایت ہے کہ روح مسیحؑ کو جنگل میں لے گیا۔ کہ شیطان اسے آزمائے۔ اس روایت سے عیاں ہے۔ کہ مسیحؑ خدا نہ تھا۔ کیونکہ ایک حقیر مخلوق قادر مطلق خدا کو کیسے آزما سکتی ہے۔ جیسا کہ جناب مسیحؑ نے بھی فرمایا۔ کہ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر۔ لیکن شیطان نے مسیحؑ کو بھوک اور دنیا کی شان وشوکت بخشنے کے لالچ سے آزمایا۔ مسیحؑ کو دنیا کی سب سلطنتیں اور ان کی شان وشوکت دکھا کر کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔" اس پر یسوعؑ نے اس سے کہا اے شیطان دُور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ (متی باب ۴)

خدا سے دُعا اور اُسی کی رضا

"اور وہ (یسوعؑ) تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دعا کرنے لگا۔ کہ اگر ہو سکے تو یہ (موت کی) گھڑی مجھ سے ٹل جائے۔ اور کہا۔ اے ابّا۔ اے باپ! تجھ سے سب کچھ ہو جائے۔ اس پیالہ کو میرے پاس سے ہٹا لے۔ تو بھی جو میں چاہتا ہوں وہ نہیں بلکہ جو تو چاہتا ہے۔ وہی ہو۔"

مسیح میں بشری صفات و کمزوریاں

اناجیل کی رُو سے مسیح میں کوئی خدائی صفت نہ تھی۔ اور نہ کوئی ایسی خوبی تھی جس کا مظاہرہ دوسرے انسانوں میں نہ ہو۔ اس کے ساتھ مسیح میں وہ تمام کمزوریاں تھیں جو بشریت کا حصہ ہیں اور جو مسیح کو واضح طور پر ایک بھرپور انسان ظاہر کرتی ہیں۔

بچپن سے جوانی | "اور وہ لڑکا (یسوع) بڑھتا اور قوت پاتا گیا۔ اور حکمت سے معمور ہوتا گیا۔ اور خدا کا فضل اس پر تھا۔" (لوقا ۔ ۲ : ۴۰)

ختنہ | جب مسیح ۸ دن کا ہوا تو اس کا ختنہ ہوا۔ (لوقا ۲ : ۲۱)

آنسو | "جب نزدیک آکر شہر کو دیکھا تو اس پر رویا (لوقا ۱۹ : ۴۱) "یسوع کے آنسو بہنے لگے" (یوحنا ۱۱/۳۵)

بھوک | "اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر اُسے بھوک لگی۔" (متی ۴ : ۲)

پیاس | "یسوع نے اُسے کہا مجھے پانی پلا" (یوحنا ۔ ۴ : ۷) تو کہا کہ میں پیاسا ہوں (یوحنا ۱۹ : ۲۸)

نیند | "مگر وہ سوتا تھا۔" (متی ۸ : ۲۴) اور وہ خود پیچھے کی طرف گدی پر سو رہا تھا۔ (مرقس ۴ : ۳۸)

تھکاوٹ | "چنانچہ یسوع سفر سے تھکا ماندہ ہو کر اس کن[ویں]
پر یونہی بیٹھ گیا۔" (یوحنا ۴ : ۶)

غم و پریشانی | "پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی
دلسوزی سے دعا کرنے لگا۔ اور اس کا پسینہ
گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔" (لوقا ۱۲ : ۴۴)
دل میں نہایت رنجیدہ ہوا (یوحنا ۱۱ : ۳۳) اب میری جان گھبراتی
ہے۔ پس میں کیا کہوں۔ (یوحنا ۱۲ : ۲۷)

اس کے علاوہ مختلف موقعوں پر شاگردوں کو شیطان۔ کمزور ایمان
کم عقل، کم اعتقاد کہا۔ فقیہوں اور فریسیوں کو ریاکار۔ اندھے۔
احمق۔ سانپ اور افعی کے بچے اور سوال کرنے والوں کو بُرے
اور زناکار وغیرہ الفاظ سے خطاب کیا۔ والدہ کو اے عورت کہہ کر
جواب دیا، حتیٰ کہ بھوک کی حالت میں ایک انجیر کے درخت پر
بے موسم پھل نہ ہونے پر بد دعا دے کر درخت کو خشک کر دیا۔
ایک غیر اسرائیلی عورت کی التجا پر اسے دھتکار دیا، کہ لڑکوں کی روٹی
کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں۔" (مرقس ۷ : ۲۵ - ۲۷)
اسی طرح دو بدروحوں کو نکال کر سوٗروں میں ڈال دیا۔ اور کسی غریب
کے بیسیوں سوٗروں کو غرق کر دیا۔"

تنزلِ کلام | ان آیات سے واضح ہے۔ کہ مسیح ایک انسان
تھے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے آپ کو بندہ اور

ظاہر کیا یہی لوگوں نے انہیں تسلیم کیا اور مسیح نے بھی اپنے آپ کو ایک نبی اور رسول کی حیثیت سے پیش کیا جن پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوتا تھا۔ اور یہی کلام آپ نے لوگوں تک پہنچایا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:۔ (۱) "تمہیں میں نے درست کہا ہے۔ اس لئے کہ جو باتیں میں نے اپنے باپ سے سنیں وہ سب تم کو بتا دیں" (یوحنا ۱۵: ۱۵)

اس آیت میں تین چیزیں ظاہر ہیں۔ ایک تو باتیں بتانے والا یعنی خدا، دوسرا باتیں سننے والا مسیح ہے اور تیسری وہ باتیں یا کلام ہے جو مسیح نے خدا سے سنا۔ اور ایسا اعلان مسیح نے بار بار کیا اور یہی یا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ (۲) جو مجھ سے محبت نہیں رکھتا وہ میرے کلام پر بھی عمل نہیں کرتا۔ اور جو کلام تم سنتے ہو وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے جس نے مجھے بھیجا" (یوحنا ۱۴: ۲۴)

(۳) جو مجھے نہیں مانتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا اس کا ایک مجرم ٹھہرانے والا ہے۔ یعنی جو کلام میں نے کیا ہے۔ آخری دن وہی اسے مجرم ٹھہرائیگا۔ کیونکہ میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا اس نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ کیا کہوں اور کیا بولوں اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے پس جو کچھ میں کہتا ہوں جس طرح باپ نے مجھے فرمایا ہے اسی طرح کہتا ہوں (یوحنا ۱۲: ۴۸-۵۰)

(۴) مجھے تمہاری نسبت بہت کچھ کہنا اور فیصلہ کرنا ہے لیکن جس نے مجھے بھیجا ہے وہ سچا ہے اور جو میں نے اسے سنا وہی دنیا سے کہتا ہوں" (یوحنا ۸: ۲۶)

(۵) اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو جس نے تم کو وہی حق بات بتائی جو خدا سے سنی" (یوحنا ۸: ۴۰)

(۶) "اور جب عید کے دن گزر گئے تو یسوع ہیکل میں جا کر تعلیم دینے لگا۔ پس یہودیوں نے تعجب کر کے کہا کہ اس کو بغیر پڑھے کیونکر علم آگیا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا۔ کہ میری تعلیم میری نہیں۔ بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے" (یوحنا ۷: ۱۴-۱۶)

(۷) جو مجھ سے اے خداوند! اے خداوند! کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی

میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔" (متی ۷: ۲۰-۲۱)

اناجیل کی ان شہادات سے عیاں ہے کہ مسیحؑ انسان اور اللہ کے نبی تھے۔ ان میں اور دوسرے انسانوں میں بحیثیت انسان کوئی فرق نہ تھا۔ وہ اللہ کے رسول (یہودیوں کی اصلاح کے لئے بھیجے ہوئے) تھے۔ انہوں نے جو تعلیم دی وہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہودیوں کی ہدایت کے لئے نازل کی۔ انہوں نے موسیٰؑ کی شریعت کی تبلیغ و حفاظت فرمائی۔ وہ اپنے منصب کے لحاظ سے دوسرے اسرائیلی نبیوں کی مانند تھے۔

اور مسیحی عقیدے کے مطابق موسےؑ نے ان کا مقام ان الفاظ میں بیان کر دیا تھا: کہ "میں (خدا) ان یہودیوں کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا۔ وہی وہ ان سے کہے گا۔" (استثناء ۱۸: ۱۸)

ہمیں امید ہے کہ پادری برکت اے خاں اور دوسرے قارئین ہماری مذکورہ بالا تصریحات کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں گے۔ حق کی تلاش میں جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم نے دونوں عہدناموں کی درست ترجمانی نہیں کی یا ہم اپنا مقصد واضح کرنے میں ناکام رہے ہیں تو دلائل سے ہماری غلطیاں واضح کی جائیں۔ ہم اپنی غلطی تسلیم کریں گے۔ اور اگر ہم نے جو کچھ لکھا ہے۔ حقائق پر مبنی ہے تو اسے تسلیم کر کے ہمارا ساتھ دیں۔ اسی میں انسانیت کی فلاح ہے اور یہی انبیاء کے مشن کی تکمیل کا راستہ ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن
